# باب العیدین

**مسئلہ** - از سہسرام محلہ پتلہ ضلع آرہ مسئولہ قدرت اللہ صاحب ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اعلم بالسنہ پابند صوم وصلوٰۃ متقی نے اول خطبہ عید الضحیٰ پڑھ کر لبیک اور صلوٰۃ و سلام نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تکبیر بآواز بلند خود کہا اور مصلیوں سے کہلایا پھر بارك اللہ لنا ولکم پڑھ کر بیٹھا پھر دوسرا خطبہ پڑھا بعد فراغ سوال کیا گیا یہ غیر مشروع فعل کیوں کیا اُس نے جواب دیا میرا یہ فعل غیر مشروع نہیں حالت کیف میں صادر ہوا مثل قول مبارک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یاساریۃ الجبل ہے یہ دعوی مدعی کا کہاں تک صحیح ہے اور ایسے فعل کا مرتکب لائق ملامت ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

## الجواب

لبیک و درود کہ اُس نے خود کہے حرج نہیں البتہ مقتدیوں سے کہلانا بے محل ہوا کہ وہ خطبہ میں مامور بالسکوت ہیں اگر حالتِ وجد میں ایسا ہوا جیسا کہ اُس کا بیان ہے تو معذور ہے اور جب سائل اُسے عالم سنی متقی کہتا ہے تو اُس کا بیان کیوں نہ تسلیم کیا جائے معہذا مسئلہ شرعیہ معلوم کرلینا دوسری بات ہے وہ ضرور چاہیے مگر عوام کو سنی عالم متقی پر اُس کی کسی لغزش کے سبب ملامت کی اجازت نہیں ہوسکتی کما نص علیہ الائمۃ واشارت الیہ الاحادیث یہ اُس کے حق میں ہے جو سُنی عالم ہو ورنہ آج کل بہت گمراہ بددین بلکہ مرتدین مثلاً وہابیہ دیوبندیہ وغیرہم اپنے آپ کو سنی عالم کہتے ہیں وہ ملامت کیا اُس سے ہزاروں درجہ سخت تر کے مستحق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

# سُرورُ العید السّعید فی حلّ الدُّعاء بعد صلاۃ العید

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی نے اپنے فتاوے کی ثانی میں یہ امر تحریر فرمایا ہے کہ بعد دوگانہ عیدین یا بعد خطبہ عیدین دعا مانگنا حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کسی طرح ثابت نہیں اب وہابیہ نے اس پر بڑا غل شور کیا ہے دعائے مذکور کو ناجائز کہتے اور مسلمانوں کو اس سے منع کرتے اور تحریر مذکور سے سند لاتے ہیں کہ مولوی عبدالحی صاحب فتوے دے گئے ہیں ان کی ممانعتوں نے یہاں تک اثر ڈالا کہ لوگوں نے بعض فرائض پنجگانہ بھی دعا چھوڑ دی اس بارے میں حق کیا ہے۔ بینوا توجروا

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ الحمد للہ الذی حبانا العید وجعلہ مقربا للکل بعید وامرنا بالدعاء فی

الیوم السعید و وعدنا بالاجابة فی الکلام الحمید والصلاة والسلام علی من وجهه عید ولقاؤه عید و مولده عیدٌ وای عید و علی اٰله الکرام وصحبه العظام ما دعا الله فی العید عبد سعید و تعانق النور والسرور غداة العید و اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له وان محمدا عبده ورسوله صلی الله تعالی علیه وعلی اٰله وصحبه من یوم ابداً ایوم یعید اٰمین اٰمین یا عزیز یا مجید۔

## الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب نمازِ عیدین کے بعد دعا حضرات عالیہ تابعین عظام و مجتہدین اعلام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت قال الفقیر عبد المصطفٰی احمد رضا المحمدی السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی غفر الله له و حقق امله انبانا المولی عبد الرحمٰن السراج المکی مفتی بلد الله الحرام ببیته عند باب الصفا لثمان بقین من ذی الحجة سنة خمس وتسعین بعد الالف والمائتین فی سائر مرویاته الحدیثیة والفقهیة وغیر ذٰلك عن حجة زمانه جمال بن عبد الله بن عمر المکی عن الشیخ الاجل عابد السندی عن عمه محمد حسین الانصاری اجازنی به الشیخ عبد الخالق بن علی المزجاجی قراءته علی الشیخ محمد بن علاء الدین المزجاجی عن احمد النخلی عن محمد البابلی عن سالم السنهوری عن النجم الغیطی عن الحافظ زکریا الانصاری عن الحافظ ابن حجر العسقلانی انا به ابو عبد الله الجریری انا قوام الدین الاتقانی انا البرهان احمد بن سعد بن محمد البخاری والحسام السغناقی قالا انبانا حافظ الدین محمد بن محمد بن نصر البخاری هو حافظ الدین الکبیر انبانا الامام محمد بن عبد الستار الکردری انبانا عمر بن الکریم الورسکی انا عبد الرحمٰن بن محمد الکرمانی انا ابو بکر محمد بن الحسین بن محمد هو الامام فخر القضاة الارشابندی انا عبد الله الزوزنی انا ابو زید الدبوسی انا ابو جعفر الاستروشنی ح وانبانا عالیا[1] بارابع درج شیخی وبرکتی وولی نعمتی ومولائی وسیدی وذخری وسندی لیومی وغدی سیدنا الامام الهمام العارف الاجل العالم الاکمل السید ال الرسول الاحمدی المارهروی رضی الله تعالٰی عنه وارضاه وجعل الفردوس متقلبه ومثواه لخمس خلت من جمادی الاولی سنة اربع وتسعین بداره المطهرة بمارهرة المنورة فی سائر ما یجوز له روایته عن استاذه الشاه عبد العزیز المحدث الدهلوی عن ابیه عن الشیخ تاج الدین القلعی مفتی الحنفیة عن الشیخ حسن العجیمی عن الشیخ خیر الدین الرملی عن الشیخ محمد بن سراج الدین الحانوتی عن احمد بن الشلبی عن ابراهیم الکرکی یعنی صاحب کتاب الفیض عن امین الدین یحیٰی بن محمد الاقصرائی عن الشیخ محمد بن محمد

[1] انظر الی لطافة هذا السند الجلیل والجلالة شانه فان رجاله کلهم من سیدنا الشیخ الی صاحب المذهب الامام الاعظم جمیعا من اجلة اعلام الحنفیة ومشاهیرهم واکثرهم اصحاب تالیفات فی المذهب ۱۲ منه

البخاری الحنفی یعنی سیدی محمد پارسا صاحب فصل الخطاب عن[12] الشیخ حافظ الدین محمد بن محمد بن علی البخاری الطاھری عن[13] الامام صدر الشریعۃ یعنی شارح الوقایۃ عن[14] جدہ تاج الشریعۃ عن[15] والدہ صدر الشریعۃ عن[16] والدہ جمال الدین المحبوبی عن[17] محمد بن ابی بکر البخاری عرف بامام زادہ عن[18] شمس الائمۃ الزرنجری عن[19] شمس الائمۃ الحلوانی **کلاھما عن**[20] الامام الاجل ابی علی النسفی اما الحلوانی فقال عن ابی علی وکذلک عنعن الی نھایۃ الاسناد واما الاستروشنی فقال انا ابو علی الحسین بن خضر النسفی انا[21] ابوبکر محمد بن الفضل البخاری ھو الامام الشھیر بالفضل انا[22] ابو محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی یعنی الاستاذ السند مونی انا[23] عبداللہ محمد بن ابی حفص الکبیر انا[24] ابی انا **محمد**[25] بن الحسن الشیبانی **اخبرنا ابوحنیفۃ** عن حماد عن ابراھیم قال کانت الصلٰوۃ فی العیدین قبل الخطبۃ ثم یقف الامام علی راحلتہ بعد الصلٰوۃ فیدعو ویصلی بغیر اذان ولا اقامۃ یعنی سیدنا امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں مجھے امام اعظم امام الائمہ ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے امام اجل حماد بن ابی سلیمٰن رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے خبر دی کہ امام المجتہدین امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا نماز عیدین خطبہ سے پہلے ہوتی تھی پھر امام اپنے راحلہ پر وقوف کرکے نماز کے بعد دعا مانگتا اور نماز بے اذان واقامت ہوتی یہ امام ابراہیم نخعی قدس سرہٗ خود اجلہ تابعین سے ہیں تو یہ طریقہ کہ اُنھوں نے روایت فرمایا لااقل اکابر تابعین کا معمول تھا تو نماز عیدین کے بعد دعا مانگنا ائمہ تابعین کی سنت ہوا اور پر ظاہر کہ راحلہ پر وقوف وعدم وقوف سنت دعا کی نفی نہیں کرسکتا کما لایخفی پھر ہمارے امام مجتہد سیدنا امام محمد اعلی اللہ درجاتہ فی دارالابد نے کتاب الآثار شریف میں اس حدیث کو روایت فرماکر مقرر رکھا اور ان کی عادت کریمہ ہے جو اثر اپنے خلاف مذہب ہوتا ہے اُس پر تقریر نہیں فرماتے تو حنفیۂ اہل عقیدہ مصونہ وہابیہ اہل تثلیث قرون دونوں کے حق میں جواب مسئلہ اسی قدر بس ہے مگر فقیر غفرلہ المولی القدیر ایضاح مرام واتمام کلام کے لیے اس مسئلہ میں مقال کو دو عید پر منقسم کرتا ہے **عید اول** میں قرآن وحدیث سے اس دعا کی اجازت اور ادعائے مانعین کی غلطی وشناعت **عید دوم** نوائے مولوی لکھنوی سے اسناد پر کلام اور اوہام مانعین کا ازالۂ تام والعون من اللہ ولی الانعام **العید الاول** وعلی فضل اللہ المعمول ظاہر ہے کہ شرع مطہر سے اس دعا کی کہیں ممانعت نہیں اور جس امر سے شرع نے منع نہ فرمایا ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتا جو ادعائے منع کرے اثبات ممانعت اُس کے ذمہ ہے جس سے ان شاء اللہ تعالٰی کبھی عہدہ برا نہ ہوسکے گا بقاعدۂ مناظرہ ہمیں اسی قدر کہنا کافی اور اسانید سائل کا مژدہ لیجیے تو جو کچھ قرآن وحدیث سے قلب فقیر پر فائز ہوا بگوش ہوش استماع کیجیے **فاقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق **اولاً** قال المولی سبحنہ وتعالٰی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۝ جب تو فراغت پائے تو مشقت کر اور اپنے رب کی طرف راغب ہو) اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اصح الاقوال قول حضرت امام مجاہد تلمیذ رشید سلطان المفسرین حبر الامۃ عالم القرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم ہے کہ فراغ سے مراد نماز سے فارغ ہونا اور نصب دعا میں جدوجہد کرنا ہے یعنی باری عزوجل حکم فرماتا ہے جب تو نماز پڑھ چکے تو اچھی طرح دعا میں مشغول ہو اور اپنے رب کے حضور الحاح وزاری کر۔ تفسیر شریف جلالین میں ہے فاذا فرغت من الصلٰوۃ فانصب اتعب فی الدعاء والی ربک فارغب تضرع جب تو نماز سے

فارغ ہوتو دعا میں تعب اورمشقت کر اور اپنے رب کے سامنے تضرع وزاری بجالا ) خطبۂ جلالین میں ہے ھذا تکملۃ تفسیر الامام جلال الدین المحلی علی نمطہ من الاعتماد علی ارجح الاقوال وترک التطویل بذکر اقوال غیر مرضیۃ اھ ملخصا علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ھو الصحیح فقد اقتصر علیہ الجلال وقد التزم الاقتصار علی ارجح الاقوال اور پر ظاہر کہ آیۂ کریمہ مطلق ہے اور باطلاقہا نماز فرض وواجب ونفل سب کو شامل تو بلاشبہہ نماز عیدین بھی اس پاک مبارک حکم میں داخل یونہیں احادیث سے بھی ادبارِ صلوات کا مطلقاً محل دعا ہونا مستفاد ولہذا علماء بشہادت حدیث نماز مطلق کے بعد دعا مانگنے کو آداب سے گنتے ہیں امام شمس الدین محمد ابن الجزری حصن حصین اور مولانا علی قاری اُس کی شرح حرز ثمین میں فرماتے ہیں والصلوۃ ای ذات الرکوع والسجود والمراد ان یقع الدعاء المطلوب بعدھا یعنی آداب سے ہے کہ مطلب کی دعا بعد نماز ذات رکوع وسجود واقع ہو) پھر فرمایا عہ حب مس ای رواہ الاربعۃ وابن حبان والحاکم کلھم من حدیث الصدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ یعنی یہ ادب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی اُس حدیث سے ثابت ہے جسے ابوداود ونسائی وترمذی وابن ماجہ وابن حبان وحاکم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا **اقول** یونہیں یہ حدیث ابن السنی وبیہقی کے یہاں مروی اور صحیح ابن خزیمہ میں بھی مذکور امام ترمذی نے اس کی تحسین کی۔ظاہر ہے کہ نماز ذات رکوع وسجود نماز جنازہ کے سوا ہر نماز فرض وواجب ونافلہ کو شامل جن میں نماز عیدین بھی داخل **ثم اقول** وباللہ التوفیق اصل یہ ہے کہ اعمال صالحہ وجہ رضائے مولٰی جل وعلا ہوتے ہیں اور رضائے مولٰی تبارک وتعالٰی موجب اجابت دعا اور اس کا محل عمل صالح سے فراغ پاکر کما قال تعالٰی فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ولہذا حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا الم تر الی العمال یعلمون فاذا فرغوا من اعمالھم وفوا اجورھم کیا تو نے نہ دیکھا کہ مزدور کام کرتے ہیں جب اپنے عمل سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت پوری مزدوری پاتے ہیں رواہ البیھقی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فی حدیث طویل دوسری حدیث میں ہے العامل انما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ عامل کو اُسی وقت اجر کامل دیا جاتا ہے جب عمل تمام کرلیتا ہے رواہ احمد والبزار والبیھقی وابو الشیخ فی الثواب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ فی حدیث تو سائل کے لیے بیشک بہت بڑا موقع دعا ہے کہ مولٰی کی خدمت وطاعت کے بعد اپنی حاجات عرض کرے ولہذا وارد ہوا کہ ہر ختم قرآن پر ایک دعا مقبول ہے بیہقی وخطیب وابونعیم وابن عساکر انس رضی اللہ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں مع کل ختمۃ دعوۃ مستجابۃ ہر ختم کے ساتھ ایک دعا مستجاب ہے۔طبرانی معجم کبیر میں عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من ختم القراٰن فلہ دعوۃ مستجابۃ جو قرآن ختم کرے اُس کے لیے ایک دعا مقبولہ ہے اسی لیے روزہ دار کے حق میں ارشاد ہوا کہ افطار کے وقت اُس کی ایک دعا رد نہیں ہوتی امام مسند اور ترمذی بافادہ تحسین جامع اور ابنائے ماجہ وحبان وخزیمہ اپنی صحاح اور بزار مسند میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ثلثۃ لا ترد دعوتھم الصائم حین یفطر الحدیث تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک اُن میں روزہ دار جب افطار کرے ) ابن ماجہ وحاکم حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے

راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ما ترد بیشک روزہ دار کے لیے وقت افطار بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی امام حکیم ترمذی حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد ہے لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطیہا فی الدنیا او ادخرت لہ فی الاخرۃ ہر روزہ دار بندے کے لیے افطار کے وقت ایک دعا مقبول ہے خواہ دنیا میں دیدی جائے یا آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ رکھی جائے وفی الباب احادیث اُخر اور بالیقین یہ فضیلت روزہ فرض وواجب ونفل سب کو عام کہ نصوص میں قید وخصوص نہیں ولہذا امام عبدالعظیم منذری نے دو حدیث پیشین کو الترغیب فی الصوم مطلقاً میں ایراد فرمایا اور علامہ مناوی نے تیسیر شرح جامع صغیر میں زیر حدیث باب مروی عقیلی وبیہقی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بعد لفظ دعوۃ الصائم کے ولو نفلا تحریر کیا تو بلاشبہہ نماز بھی کہ افضل اعمال واعظم ارکان اسلام اور روزے سے زائد موجب رضائے ذوالجلال والاکرام ہے یونہیں اپنے عموم واطلاق پر رہے گی اور بعد فراغ محلیت دعا صرف فرائض سے خاص نہ ہوگی اور کیونکر خاص ہو حالانکہ خود حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور فرمایا جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز ناقص ہے ترمذی ونسائی وابن خزیمہ حضرت فضل ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما اور احمد وابوداود وابن ماجہ حضرت مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں الصلاۃ مثنی مثنی تشہد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن وتقنع یدیک یقول ترفعہما الی ربک مستقبلا ببطونہما وجہک وتقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فہی کذا وکذا یعنی نماز نفل دو دو رکعت ہے ہر دو رکعت پر التحیات اور خضوع وزاری وتذلل پھر بعد سلام دونوں ہاتھ اپنے رب کی طرف اُٹھا اور ہتھیلیاں چہرے کے مقابل رکھ کر عرض کر اے میرے رب اے رب میرے جو ایسا نہ کرے تو وہ نماز چنیں وچناں یعنی ناقص ہے) مطلب رضی اللہ تعالٰی عنہ کی روایت میں مصرحاً آیا فمن لم یفعل ذلک فہو خداج جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز میں نقصان ہے) علامہ طاہر تکملہ مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں فیہ ثم تقنع یدیک وہو عطف علی محذوف ای اذا فرغت منہما فسلم ثم ارفع یدیک سائلا فوضع الخبر موضع الامر تیسیر میں ہے ای اذا فرغت منہما فسلم ثم ارفع یدیک فوضع الخبر موضع الطلب الخ لاجرم جبکہ حصن حصین میں اس حدیث ابی امامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی طرف بہ رمز ترمذی ونسائی نے اشارہ کیا کہ قلنا یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل الاخر ودبر الصلوات المکتوبات ہم نے عرض کی یارسول اللہ کونسی دعا زیادہ سُنی جاتی ہے فرمایا رات کے نصف اخیر میں اور فرض نمازوں کے بعد) مولٰنا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے اُس کی شرح میں لکھا دبر الصلوات المکتوبات ای عقیب الصلوات المفروضات والتقیید بہا لکونہا افضل الحالات فہی ارجی لاجابۃ الدعوات دبر الصلوات المکتوبات کے یہ معنے کہ فرض نمازوں کے بعد اور اُن کی تخصیص اس لیے فرمائی کہ وہ سب حالتوں سے افضل ہیں تو اُن میں اُمید اجابت زیادہ ہے) دیکھو صاف تصریح ہے کہ نماز کے بعد محلیت دعا کچھ فرضوں ہی سے خاص نہیں بلکہ اُن میں بوجہ افضلیت زیادہ خصوصیت ہے اور سائلین نے خود یہی پوچھا تھا کہ سب میں زیادہ کونسی دعا مقبول ہے لہذا اُن کی تقیید فرمائی گئی۔ بالجملہ جب تخصیص فرائض باطل ہوچکی تو اخراج

واجبات پر کوئی دلیل نہیں بلکہ اُن پر دلائل مطلقہ کے سوا حدیث نافلہ پر سبیل اولویت ناطق کہ جب ادبار نوافل تک محل دعا ومظنۂ اجابت ہیں تو واجبات کہ اُن سے اعلیٰ واعظم اور ارضائے الٰہی میں اوفر واتم ہیں کیونکر اس فضل سے خارج ہوں گے هل هذا الا ترجیح المرجوح ثم **اقول** بلکہ واقع ونفس الامر کو لحاظ کیجئے تو فریضہ ونافلہ کے لیے ثبوت خاص بعینہٖ واجبات کے لیے ثبوت خاص ہے کہ واجب حقیقۃً کوئی تیسری چیز نہیں بلکہ انھیں دو طرفوں سے ایک میں ہے جسے شبہہ فی الثبوت نے مجتہد کے نزدیک ایک امر متوسط کردیا صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم جن کے حضور روایۃً ودرایۃً ظنون وشبہات کو بار نہیں اگر اُس کے نزدیک شے مطلوب فی الشرع حقیقۃً مامور بہ ہے قطعاً فرض ورنہ یقیناً نافلہ لاثالث لهما تلویح میں زیر قول تنقیح افعاله صلی الله تعالٰی علیه وسلم منها مباح ومستحب وواجب وفرض تحریر فرمایا یعنی ان فعله علیه الصلوة والسلام بالنسبة الینا تتصف بذلك بان یجعل الوتر واجبا علیه لا مستحبا او فرضا والا فالثابت عنده بدلیل یکون قطعیا لامحالة حتی ان قیاسه واجتهاده ایضا قطعی الخ امام محقق علی الاطلاق امام الفتح میں فرماتے ہیں اللزوم یلاحظ باعتبارین باعتبار صدوره من الشارع وباعتبار ثبوته فی حقنا فملاحظته بالاعتبار الثانی ان کان طریق ثبوته عن الشارع قطعیا کان متعلقه الفرض وان کان ظنیا کان الوجوب ولذا لا یثبت هذا القسم اعنی الواجب فی حق من سمع من النبی صلی الله تعالی علیه وسلم مشافهة مع قطعیة دلالة المسموع فلیس فی حقه الا الفرض او غیر اللازم من السنة فما بعدها وظهر بهذا ان ملاحظته بالاعتبار الاول لیس فیه وجوب بل الفرضیة او عدم اللزوم اصلا[۱] اه ملخصا پس بحمد اللہ بشہادت قرآن وحدیث واقوال علما ثابت ہوا کہ نماز پنجگانہ وعیدین وتہجد وغیرہا ہر گونہ نماز کے بعد دعا مانگنا شرعاً جائز بلکہ مندوب ومرغوب ہے وهو المطلوب **ثانیاً اقول** وبالله التوفیق دعا بنص قرآن وحدیث واجماع ائمہ قدیم وحدیث اعظم مندوبات شرع سے ہے اور اس کے مظان اجابت کی تحری مسنون ومحبوب قال جل ذکره هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ[۲] حدیث میں ہے حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں ان لربکم فی ایام دهرکم نفحات فتعرضوا لها لعل ان یصیبکم نفحة منها فلا تشقون بعدها ابدا[۳] بیشک تمھارے رب کے لیے تمھارے زمانے کے دنوں میں کچھ وقت عطا وبخشش وتجلی وکرم وجود کے ہیں تو انھیں پانے کی تدبیر کرو شاید اُن میں سے کوئی وقت تمھیں مل جائے تو پھر کبھی بدبختی تمھارے پاس نہ آئے رواه الطبرانی فی الکبیر عن محمد بن مسلمة رضی الله تعالٰی عنه اور خود حدیث نے اُن اوقات سے ایک وقت اجتماع مسلمین کا نشان دیا کہ ایک گروہ مسلمانان جمع ہوکر دعا مانگے کچھ عرض کریں کچھ آمین کہیں کتاب المستدرک علی البخاری ومسلم میں ہے عن حبیب بن مسلمة الفهری رضی الله تعالی عنه وکان مجاب الدعوة قال سمعت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یقول لا یجتمع ملؤ فیدعو بعضهم ویؤمن بعضهم الا اجابهم الله یعنی حبیب بن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہ مستجاب الدعوات تھے۔ فرماتے ہیں میں نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ کوئی گروہ جمع نہ ہوگا کہ اُن کے بعض دعا کریں بعض آمین کہیں مگر یہ کہ اللہ عزوجل اُن کی دعا مقبول فرمائے گا ولہذا علما نے مجمع مسلمانان کو اوقات اجابت سے شمار کیا حصن حصین میں ہے واجتماع المسلمین ع یعنی مجمع مسلمین کا اوقات اجابت سے

ہونا حدیث صحاح ستہ سے مستفاد ہے) علی قاری شرح میں فرماتے ہیں ثم کل مایکون الاجتماع فیہ اکثر کالجمعۃ والعیدین وعرفۃ یتوقع فیہ رجاء الاجابۃ اظھر یعنی جس قدر مجمع کثیر ہوگا جیسے جمعہ وعیدین وعرفات میں اسی قدر امید اجابت ظاہر تر ہوگی)
فقیر غفراللہ تعالٰی کہتا ہے پھر دعائے نماز پر اقتصار ہرگز شرعاً مطلوب نہیں بلکہ اس کے خلاف کی طلب ثابت خود حدیث سے گزرا حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہر دو رکعت نفل کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگنے کا حکم دیا اور جو ایسا نہ کرے اُس کی نماز کو ناقص بتایا حالانکہ نماز میں دعائیں ہوچکیں اور وہ وقت چار بار آیا جو انتہا درجہ قرب الٰہی کا ہے یعنی سجود جس میں بالتخصیص حکم دعا تھا حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اقرب مایکون العبد من ربہ وھو ساجد فاکثروا الدعاء سب سے زیادہ قرب بندے کو اپنے رب سے حالت سجود میں ہوتا ہے تو اُس میں دعا کی کثرت کرو رواہ مسلم وابوداود والنسائی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بلکہ اگر لفظ سوال نہ بھی ہوں تو تسبیح کہ سجود میں ہوتی ہے خود دعا ہے کہ وہ ذکر ہے اور ہر ذکر دعا مولٰنا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کل ذکر دعاء امام حافظ الدین نسفی کافی شرح وافی کی فصل فی تکبیر التشریق میں فرماتے ہیں قال تعالٰی اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ط کل ذکر دعاء اس معنی پر فقیر نے اپنے رسالہ ایذان الاجر فی اذان القبر میں دلائل واضحہ ذکر کئے اور اس سے زیادہ کلام مستوفی نقیر کے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوبا میں ہے امام بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب الدعوات میں باب الدعا اذا ھبط وادیا وضع کیا اور اُس میں فرمایا فیہ حدیث جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ ارشاد الساری میں ہے فیہ ای فی الباب حدیث جابر الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ السابق فی باب التسبیح اذا ھبط وادیا من کتاب الجہاد بلفظ کنا اذا صعدنا کبرنا واذا نزلنا سبحنا ھذا اٰخر الحدیث اھ بحذف السند دیکھو امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری نے صرف تسبیح کو دعا ٹھہرایا اور التسبیح اذا ھبط وادیا والدعاء اذا ھبط وادیا کا ایک مصداق بتایا تو باآنکہ ایسے قرب اتم کے وقت میں نماز میں دعائیں ہوچکیں پھر بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اُن پر قناعت پسند نہ فرمائی اور بعد سلام پھر دعا کی تاکید شدید کی۔ علاوہ بریں نماز میں آدمی ہر قسم کی دعا نہیں مانگ سکتا کما بسط الائمۃ فی کتب الفقھیۃ اور حاجت ہر قسم کی اپنے رب جل وعلا سے مانگا چاہے اور طلب میں مظنۂ اجابت کی تحری کا حکم اور یہ وقت بحکم احادیث اعلٰی مظان اجابت سے تو بلا شبہہ مجمع عیدین میں بعد نماز دعا خاص اذن حدیث و ارشاد شرع سے ثابت ہوئی اور حکم فتعرضوا لھا کی تعمیل ٹھہری وہوالمقصود ثم اقول اگر مجمع عیدین کے لیے شرع میں کوئی خصوصیت نہ آتی تو اس عموم میں دخول ثابت تھا نہ کہ احادیث نے اُس کی خصوصیت عظیم ارشاد فرمائی اور اُس میں دعا پر نہایت تحریص و ترغیب آئی یہاں تک کہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اُس زمانۂ خیر و صلاح میں کہ فتنہ و فساد سے یکسر پاک و منزہ تھا حکم دیتے کہ عیدین میں کنواریاں نوجوانیں اور پردہ نشین خاتونیں باہر نکلیں اور مسلمانوں کی دعا میں شریک ہوں حتی کہ حائض عورتوں کو حکم ہوتا مصلے سے الگ بیٹھیں اور اس دن کی دعا میں شریک ہوجائیں امام احمد و اصحاب صحاح ستہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے راوی حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تخرج العواتق وذوات الخدور والحیض ویعتزل الحیض المصلے

ولیشھدن الخیر ودعوۃ المسلمین نوجوان کواریاں اور پردہ والیاں اور حائض عورتیں سب عیدگاہ کو جائیں اور حیض والیاں عیدگاہ سے الگ بیٹھیں اور اس بھلائی اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں) صحیح بخاری کی دوسری روایت ان لفظوں سے ہے قالت کنا نؤمران نخرج یوم العید حتی تخرج البکر من خدرھا حتی تخرج الحیض فیکن خلف الناس فیکبرن بتکبیرھم ویدعون بدعائھم یرجون برکۃ ذٰلک الیوم وطھرتہ یعنی ام عطیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں ہم عورتوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ عید کے دن باہر جائیں یہاں تک کہ کواری اپنے پردے سے نکلے یہاں تک کہ حیض والیاں باہر آئیں صفوں کے پیچھے بیٹھیں مسلمانوں کی تکبیر پر تکبیر کہیں اور اُن کی دعا کے ساتھ دعا مانگیں اس دن کی برکت و پاکیزگی کی امید کریں) امام بیہقی اور ابوالشیخ ابن حبان کتاب الثواب میں حضرت[1] عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے راوی انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقول اذا کانت غداۃ الفطر بعث اللہ عزوجل الملٰئکۃ فی کل بلد (وذکر الحدیث الی ان قال) فاذا برزوا الی مصلاھم فیقول اللہ عزوجل للملٰئکۃ (وساق الحدیث الی ان قال) ویقول یاعبادی سلونی فوعزتی وجلالی لاتسألونی الیوم شیئا فی جمعکم لاٰخرتکم الا اعطیتکم ولا لدنیاکم الا نظرت لکم فوعزتی لاسترن علیکم عثراتکم ماراقبتمونی وعزتی وجلالی لا اخزیکم ولا افضحکم بین اصحاب الحدود وانصرفوا مغفورا لکم قد ارضیتمونی ورضیت عنکم (مختصر من حدیث طویل) یعنی حضور پرنور سید یوم النشور علیہ افضل الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب عید کی صبح ہوتی ہے مولٰی سبحنہ تعالٰی ہر شہر میں فرشتے بھیجتا ہے (اس کے بعد حدیث میں ان فرشتوں کا شہر کے ہر ناکہ پر کھڑا ہونا اور مسلمانوں کو عیدگاہ کی طرف بُلانا بیان فرمایا پھر ارشاد ہوا) جب مسلمان عیدگاہ کی طرف میدان میں آتے ہیں مولٰی سبحنہ تعالٰی فرشتوں سے یوں فرماتا ہے اور ملائکہ اس سے یوں عرض کرتے ہیں پھر فرمایا رب تبارک وتعالٰی مسلمانوں سے ارشاد فرماتا ہے اے میرے بندو مانگو کہ مجھے قسم اپنے عزت وجلال کی آج اس مجمع میں جو چیز اپنی آخرت کے لیے مانگو گے میں تمھیں عطا فرماؤں گا اور جو کچھ دنیا کا سوال کروگے اُس میں تمھارے لیے نظر کروں گا (یعنی دنیا کی چیزیں خیر وشر دونوں کو محتمل ہیں اور آدمی اکثر اپنی نادانی سے خیر کو شر شر کو خیر سمجھ لیتا ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے لہذا دنیا کے لیے جو کچھ مانگو گے اُس میں بکمال رحمت نظر فرمائی جائے گی اگر وہ چیز تمھارے حق میں بہتر ہوئی عطا ہوگی ورنہ اُس کی برابر بلا دفع کریں گے یا دعا روز قیامت کے لیے ذخیرہ رکھیں گے اور یہ بندے کے لیے ہر صورت سے بہتر ہے مجھے اپنی عزت کی قسم ہے جب تک تم میرا مراقبہ رکھو گے میں تمھاری لغزشوں کی ستاری فرماؤں گا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمھیں اہل کبائر میں فضیحت و رسوا نہ کروں گا پلٹ جاؤ مغفرت پائے ہوئے بیشک تم نے مجھے راضی کیا اور میں تم سے خوشنود ہوا) فقیر غفرلہ الغنی القدیر کہتا ہے اس کلام مبارک کا اول یاعبادی سلونی ہے یعنی اے میرے بندو مجھ سے دعا کرو اور آخر انصرفوا مغفورا لکم یعنی گھروں کو پلٹ جاؤ کہ تمھاری مغفرت ہوئی) تو ظاہر ہوا کہ یہ ارشاد بعد ختم نماز ہوتا ہے کہ ختم نماز سے پہلے گھروں کو واپس جانے کا

---

[1] اقول اس حدیث نفیس کا شاہد بروایت امام عقیلی حدیث انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مرویات فقیر میں بندہ ضعیف سے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تک سند موجود ہے والحمد للہ ۱۲ منہ

حکم ہرگز نہ ہوگا تو اس حدیث سے مستفاد کہ خود رب العزت جل وعلا بعد نماز عید مسلمانوں سے دعا کا تقاضا فرماتا ہے پھر وائے بدبختی اُسکی جو ایسے وقت مسلمانوں کو اپنے رب کے حضور دعا سے روکے نسأل اللہ العفو والعافیۃ اٰمین (ثالثا) **اقول** وباللہ التوفیق[1]۔ ابوداود وترمذی ونسائی وابن حبان وحاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور[2] ابوداود ودارمی وابوبکر بن ابی شیبہ استاذ بخاری ومسلم حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اور نسائی[3] وطبرانی بسند صحیح وابن ابی الدنیا اور حاکم بافادہ تصحیح حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اور نسائی[4] وحاکم بتصریح تصحیح وابوالقاسم طبرانی باسانید جیدہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نسائی[5] وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا جلس احدکم فی مجلس فلا یبرحن منہ حتی یقول ثلث مرات سبحنک اللھم ربنا وبحمدک لا الہ الا انت اغفرلی وتب علی فان کان اتی خیرا کان کالطابع علیہ وان کان مجلس لغو کان کفارۃ لما کان فی ذلک المجلس جب تم میں کوئی کسی جلسے میں بیٹھے تو زنہار وہاں سے نہ ہٹے جب تک تین بار یہ دعا نہ کرلے (پاکی ہے تجھے اے رب ہمارے اور تیری تعریف بجالاتا ہوں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں میرے گناہ بخش اور مجھے توبہ دے) کہ اگر اس جلسے میں اُس نے کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ دعا اُس پر مہر ہوجائے گی اور اگر وہ جلسہ لغو کا تھا تو کچھ اُس میں گزرا یہ دعا اُس کا کفارہ ہوجائے گی) یہ لفظ بروایت امام ابوبکر ابن ابی الدنیا حدیث جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں اور ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں یوں ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اذا جلس مجلسا یقول فی اٰخرہ اذا اراد ان یقوم من المجلس سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کوئی جلسہ فرماتے تو اُس کے ختم میں اُٹھتے وقت یہ دعا کرتے (تیری پاکی بولتا اور تیری حمد میں مشغول ہوتا ہوں اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں میں تیری مغفرت مانگتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں) اسی طرح رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں لفظ اراد ان ینھض ہے یعنی جب اُٹھنا چاہتے یہ دعا فرماتے) اور انھوں نے بعد الفاظ مذکورہ دعا میں اتنے لفظ اور زائد کیے عملت سوءً وظلمت نفسی فاغفرلی انہ لا یغفر الذنوب الا انت میں نے برا کیا اور اپنی ہی جان کو آزار پہنچایا اب میری مغفرت فرمادے بیشک تیرے سوا کوئی گناہ معاف کرنے والا نہیں) حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا میں مثل حدیث ابو برزہ ہے اُس میں بھی ارشاد ہوا قال قبل ان یقوم من مجلسہ کھڑے ہونے سے پہلے یہ دعا کرلے) غرض اس حدیث صحیح مشہور علی اصول المحدثین میں جسے امام ترمذی نے حسن صحیح اور حاکم نے برشرط مسلم صحیح اور منذری نے جید الاسانید کہا حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام ارشاد وہدایت قولی وفعلی فرماتے ہیں کہ آدمی کوئی جلسہ کرے اُس سے اُٹھتے وقت یہ دعا ضرور کرنی چاہیے کہ اگر جلسہ خیر کا تھا تو وہ نیکی قیامت تک سربمہر محفوظ رہے گی اور لغو کا تھا تو وہ لغو باذن اللہ محو ہوجائے گا تو لفظ و معنے دونوں کی رو سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو ہر نماز کے بعد بھی اس دعا کی طرف ارشاد فرمایا گیا ہے جہت لفظ سے تو یوں کہ مجلس نکرہ سیاق شرط میں واقع ہے تو عام ہوا تلخیص الجامع الکبیر میں ہے النکرۃ فی الشرط تعم وفی الجزاء تخص کھی فی النفی والاثبات جامع صغیر میں ہے انہ نکرۃ فی موضع الشرط وموضع الشرط نفی والنکرۃ فی النفی تعم معہذا اسمائے شروط خود سب صورتوں کو

عام ہوتے ہیں امام محقق علی الاطلاق فتح میں فرماتے ہیں اذا عام فی الصور علی ماھو حال اسماء الشرط تو قطعاً تمام صلوات فریضہ وواجبہ ونافلہ کے جلسے اس حکم میں داخل اور ادعائے تخصیص بے مخصص محض مردود و باطل۔ آور جہت معنی سے یوں کہ جلسہ خیر سے اُٹھتے وقت یہ دعا کرنا اُس خیر کے حفظ ونگاہداشت کے لیے ہے توجو خیر جس قدر اکبر واعظم اُسی قدر اُس کا حفظ ضروری واہم اور بالاشبہہ خیر نماز سب چیزوں سے افضل واعلٰی تو ہر نماز کے بعد اس دعا کا مانگنا مؤکد تر ہوا یارب مگر نماز عیدین نماز نہیں یا اُس کے حفظ کی جانب نیاز نہیں یا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ہمارا یہ ارشاد ماورائے عیدین یا ماسوائے نماز میں ہے یا اُسکے بعد یہ دعا نہ کرنا سبحٰن اللہ ہیں جلسۂ صلوات کا اس حکم میں دخول عموم لفظ وشہادت معنی سے ثابت کرتا ہوں خود حدیث ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کیوں نہ ذکر کروں جس میں صاف تصریح کہ حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بنفس نفیس جلسۂ نماز کو اِس حکم میں داخل فرمایا تخریج حدیث تو اوپر سُن چکے کہ نسائی وابن ابی الدنیا وحاکم وبیہقی نے روایت کی اب لفظ سنئے سنن نسائی کی نوع من الذکر بعد التسلیم میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان اذا جلس مجلسا او صلی تکلم بکلمات فسألتہ عائشۃ عن الکلمات فقال ان تکلم بخیر کان طابعا علیھن الی یوم القیمۃ وان تکلم بشر کان کفارۃ لہ سبحٰنک اللھم وبحمدک استغفرک واتوب الیک یعنی ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھتے کچھ کلمات فرماتے ام المؤمنین نے وہ کلمات پوچھے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ اگر اس جلسہ میں کوئی نیک بات کہی ہے تو یہ قیامت تک اُس پر مہر ہوجائیں گے اور بُری کہی ہے تو کفارہ۔ الٰہی میں تیری تسبیح وحمد بجالاتا اور تجھ سے استغفار وتوبہ کرتا ہوں) بس بحمد اللہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ نماز عیدین کے بعد دعا مانگنے کی خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تاکید فرمائی لفظ لایبرحن بنون تاکید ارشاد ہوا بلکہ انصاف کیجئے تو حدیث ام المؤمنین صلی اللہ تعالٰی علٰی زوجہا الکریم وعلیہا وسلم خود حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا بعد نماز عیدین دعا مانگنا بتا رہی ہے کہ صلے زیر اذا داخل تو ہر صورت نماز کو عام وشامل اور منجملہ صور نماز عیدین تو حکم مذکور انہیں بھی متناول پس یہ حدیث جلیل بحمداللہ خاص جزئیہ کی تصریح کامل (رابعاً) اقول وباللہ التوفیق ان سب سے قطع نظر کیجئے تو دعا مطلقاً اعظم مندوبات دینیہ واجل مطلوبات شرعیہ سے ہے کہ شارع صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیں بے تقیید وقت وتخصیص ہیأت مطلقاً اُس کی اجازت دی اور اُس کی طرف دعوت فرمائی اور اُس کی تکثیر کی رغبت دلائی اور اُس کے ترک پر وعید آئی مولٰی سبحنہ وتعالٰی فرماتا ہے وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول فرماؤں گا) اور فرماتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا جب مجھے پکارے) حدیث قدسی میں فرماتا ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا دَعَانِیْ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے رواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عن ربہ عزوجل اور فرماتا ہے یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ مَا دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَاکَانَ مِنْکَ وَلَآ اُبَالِیْ اے فرزند آدم تو جب تک مجھ سے دعا مانگے جائے گا اور اُمید رکھے گا تیرے کیسے ہی گناہ ہوں بخشتا رہوں گا

اور مجھے کچھ پرواہ نہیں رواہ الترمذی وحسنہ عن انس بن مالك عن رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تبارك وتعالی اور فرماتا ہے عزوجل مَنْ لَّا یَدْعُوْنِیْ اَغْضِبُ عَلَیْہِ جو مجھ سے دعا نہ کرے گا میں اُس پر غضب فرماؤں گا رواہ العسکری فی المواعظ بسند حسن عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم عن ربہ تعالی وتقدس **احادیث مصطفٰے** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اس باب میں سرحد تواتر پر خیمہ زن ایک جملہ صالحہ اُن سے حضرت خاتم المحققین سنام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے رسالہ مستطابہ **احسن الوعالاداب الدعا** میں ذکر فرمایا اور فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اُسکی شرح مسمے بہ **ذیل المدعا لاحسن الوعا** میں اُن کی تخریجات کا پتا بتایا باقی کتاب الترغیب امام منذری وحصن حصین امام ابن الجزری وغیرہا تصانیف علما ان احادیث کی کفیل ہیں میں بخوف اطالت احادیث فضائل سے عطف عنان کرکے صرف اُن بعض حدیثوں پر اقتصار کرتا ہوں جن میں دعا کی خاص تاکید یا اُس کے ترک پر تہدید یا اُس کی تکثیر کا حکم اکید ہے **حدیث ۱** عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں علیکم عباد اللہ بالدعاء خدا کے بندو دعا کو لازم پکڑو رواہ الترمذی مستغربا والحاکم وصححہ **حدیث ۲** زید بن خارجہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں صلوا علی واجتھدوا فی الدعاء مجھ پر درود بھیجو اور دعا میں کوشش کرو رواہ الامام احمد والنسائی والطبرانی فی الکبیر وابن سعد وسمویہ والبغوی والباوردی وابن قانع **حدیث ۳** انس رضی اللہ تعالٰی کی حدیث میں ہے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں لاتعجزوا فی الدعاء فانہ لن یھلك مع الدعاء احد دعا میں تقصیر نہ کرو کہ جو دعا کرتا رہے گا ہرگز ہلاک نہ ہوگا رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وصححہ **حدیث ۴** جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں تدعون اللہ لیلکم ونھارکم فان الدعاء سلاح المؤمن رات دن خدا سے دعا مانگو کہ دعا مسلمان کا ہتھیار ہے رواہ ابویعلی **حدیث ۵** عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث میں ہے رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر الدعاء بالعافیۃ عافیت کی دعا اکثر مانگ رواہ الحاکم بسند حسن **حدیث ۶** انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم دعا کی کثرت کرو کہ دعا قضائے مبرم کو رد کرتی ہے اخرج ابوالشیخ فی الثواب اس حدیث کی شرح فقیر کے رسالہ **ذیل المدعا** میں دیکھیے **حدیث ۷ و ۸** عبادہ صامت وابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیثوں میں ہے ایک بار حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دعا کی فضیلت ارشاد فرمائی صحابہ نے عرض کی اذا نکثر ایسا ہے تو ہم دعا کی کثرت کریں گے فرمایا اللہ اکثر اللہ عزوجل کا کرم بہت کثیر ہے وفی الروایۃ الاخری اللہ اکبر بہت بڑا ہے رواہ الترمذی والحاکم عن عبادۃ وصححاہ واحمد والبزار وابویعلی باسانید جیدۃ والحاکم وقال صحیح الاسناد عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہما **حدیث ۹ و ۱۰** سلمان فارسی وابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیثوں میں ہے حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من سرہ ان یستجیب اللہ لہ عند الشدائد فلیکثر من الدعاء عند الرخاء جسے خوش آئے کہ اللہ تعالٰی سختیوں میں

اُس کی دعا قبول فرمائے وہ نرمی میں دعا کی کثرت رکھے رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ والحاکم عنہ وعن سلمان وقال صحیح
واقرہ **حدیث ۱۱** ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی حدیث میں ہے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یسأل
اللہ یغضب علیہ جو اللہ تعالٰی سے دعا نہ کرے گا اللہ تعالٰی اُس پر غضب فرمائے گا رواہ احمد وابن ابی شیبۃ والبخاری فی الادب
المفرد والترمذی وابن ماجۃ والبزار وابن حبان والحاکم وصححاہ ایہا المسلمون تم نے اپنے مولٰی جل وعلا اور اپنے رسول اکرم
صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشادات سُنے اُن میں کہیں بھی تخصیص وتقیید کی بو ہے یہ تو بارہا فرمایا کہ دعا کرو کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں نماز
کے بعد نہ کرو یہ تو صاف ارشاد ہوا ہے کہ جس وقت دعا کروگے میں سنوں گا کہیں یہ بھی فرمایا کہ فلاں وقت کروگے تو نہ سنوں گا۔ یہ تو
بتاکید بار بار حکم آیا ہے کہ دعا سے عاجز نہ ہو دعا میں کوشش کرو۔ دعا کو لازم پکڑو۔ دعا کی کثرت رکھو۔ رات دن دعا مانگو کہیں
یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز کے بعد نہ مانگو۔ یہ تو ڈر سنایا گیا ہے کہ جو دعا نہ مانگے گا اُس پر غضب ہوگا کہیں یہ بھی فرمایا ہے کہ فلاں نماز
کے بعد جو مانگے گا اُس سے اللہ تعالٰی ناراض ہوگا اور جب کہیں نہیں تو خدا ورسول جل وعلا وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس چیز کو
عام ومطلق رکھا دوسرا اُسے مخصوص ومقید کرنے والا کون خدا ورسول عز مجدہ وصلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس چیز سے منع نہ فرمایا دوسرا
اُسے منع کرنے والا کون۔ قال تعالٰی وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○ **اصل یہ ہے** کہ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ حکم صرف خدا ہی کے لئے
ہے جس چیز کو اُس نے کسی ہیأت خاصہ محل معین سے مخصوص اور اُس پر مقصور ومحصور فرمایا اُس سے تجاوز جائز نہیں جو تجاوز کریگا
دین میں بدعت نکالے گا اور جس چیز کو اُس نے ارسال واطلاق پر رکھا ہرگز کسی ہیأت ومحل پر منحصر نہ ہوگی اور ہمیشہ اپنے اطلاق ہی
پر رہے گی جو اس سے بعض صور کو جدا کرے گا دین میں بدعت پیدا کرے گا ذکر ودعا اسی قبیل سے ہیں کہ زنہار شرع مطہر نے انہیں
کسی قید وخصوصیت پر محصور نہ فرمایا بلکہ عموماً ومطلقاً اُن کی تکثیر کا حکم دیا۔ دعا کے بارے میں آیات وحدیث سُن ہی چکے اور دلائل مطلقہ
تکثیر ذکر جنھیں اس سلسلۂ شمار میں (**خامسا**) کہیے کہ ہر دعا بالبداہۃ ذکر الٰہی ہے اور اُس پر علما نے تنصیص بھی فرمائی مولانا
قاری شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں کل دعاء ذکر تو اجازت عامۂ ذکر کے دلائل بعینہا اجازت عامۂ دعا کے دلائل ہیں کہ تعمیم افراد اعم
یا مساوی لاجرم تعمیم افراد اخص یا مساوی ہے کما لا یخفی ان دلائل جلائل کا وفور کامل حد احصا کا طرف مقابل فقیر غفرلہ المولی
القدیر نے اپنے رسالہ نسیم الصبا فی ان الاذان یحول الوباء میں اس مدعا پر بکثرت آیات واحادیث لکھیں ازانجملہ **حدیث**
حسن ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں اکثروا ذکر اللہ حتی یقولوا مجنون ذکر الٰہی
کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ مجنون بتائیں **وحدیث** حسن عبداللہ بن بسر رضی اللہ تعالٰی عنہ سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے
فرمایا لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ ہمیشہ ذکر الٰہی میں تر زبان رہ۔ **حدیث** جید الاسناد ام انس رضی اللہ تعالٰی عنہا۔
حضور والا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثری من ذکر اللہ فانک لا تاتین بشیئ احب الیہ من کثرۃ ذکرہ اللہ کا ذکر

---

ف ذکر اعم صرف بنظر کلیہ حاضرہ ہے ورنہ سابق گزرا کہ دوسری طرف سے بھی کلیہ ہے تو دعا وذکر قطعاً متساوی اور باب اتحاد اولہ اور بھی واضح وجلی ۱۲ منہ

بکثرت کرکہ تو کوئی چیز ایسی نہ لائے جو خدا کو اپنی کثرت ذکر سے زیادہ پیاری ہو **وحدیث** ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یکثر ذکر اللہ فقد برئ من الایمان جو ذکرِ الٰہی کی کثرت نہ کرے وہ ایمان سے بیزار ہوگیا **وحدیث صحیح** ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یذکر اللہ تعالٰی علی کل احیانہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہر وقت ذکرِ خدا فرمایا کرتے الٰی غیر ذٰلک من الاحادیث والاٰثار یہاں صرف بعض آیات اور اُن کی تفسیروں پر اقتصار ہوتا ہے جو عموم تمامی اوقات و احوال میں نص ہیں **آیت ۱** قال جل ذکرہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ اللہ کا ذکر کرو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر۔ علمائے کرام اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ جمیع احوال میں ذکرِ الٰہی و دعا کی مداومت کرو۔ بیضاوی میں ہے داوموا علی الذکر فی جمیع الاحوال مدارک میں ہے ای داوموا علی ذکر اللہ تعالٰی فی جمیع الاحوال ارشاد العقل السلیم میں ہے داوموا علی ذکر اللہ تعالٰی وحافظوا علی مراقبتہ ومناجاتہ ودعائہ فی جمیع الاحوال **آیت ۲** قال عزاسمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا اے ایمان والو اللہ کا ذکر بکثرت کرو۔ علامۃ الوجود مفتی ابو السعود ارشاد میں ارشاد فرماتے ہیں یعم الاوقات والاحوال یہ آیت تمام اوقات و احوال کو عام ہے **آیت ۳** قال تعالٰی شانہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا اللہ کا ذکر کرو جیسے اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ امام نسفی کافی شرح وافی میں فرماتے ہیں ارید بہ ذکر اللہ تعالٰی فی الاوقات کلھا اس آیت سے یہ مراد کہ ذکرِ الٰہی جمیع اوقات میں کرو **آیت ۴** قال تبارک مجدہ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا اور بکثرت خدا کا ذکر کرو۔ معالم میں ہے فی جمیع المواطن علی السراء والضراء تمام مواضع میں خوشی و تکلیف میں **آیت ۵** قال تقدس اوصافہ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ○ خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور بکثرت یاد کرنے والی عورتوں کے لیے اللہ نے مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے مولٰنا شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ ماثبت بالسنۃ میں لکھتے ہیں لا یخفی ان الذکر والتسبیح والتھلیل والدعاء لاباس بہ لانھا مشروعۃ فی کل الامکنۃ والازمان پوشیدہ نہیں کہ ذکر و تسبیح و تہلیل و دعا میں کچھ مضائقہ نہیں کہ یہ چیزیں تو ہر جگہ اور ہر وقت مشروع ہیں۔ اللہ اللہ کیا ستم جری ہیں وہ لوگ کہ قرآن و حدیث کی ایسی عام مطلق اجازتوں کے بعد خواہی نخواہی بندگانِ خدا کو اُس کی یاد و دعا سے روکتے ہیں حالانکہ اُس نے ہرگز اس دعا سے ممانعت نہ فرمائی قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ○ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پس بحمد اللہ آفتاب روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ دعائے مذکور فی السوال قطعاً جائز و مندوب اور اُس سے ممانعت محض بے اصل و باطل و معیوب والحمد للہ ہادی القلوب والصلٰوۃ والسلام علی شفیع الذنوب واٰلہ وصحبہ عدد یمحی العیوب ما تناوب للشمس الطلوع والغروب **امین العید الثانی** و بجواب الجیب حصول الامانی پہلے وہ فتوٰی پیش نظر رکھ لیجیے کہ مستندین کا حاصل سعی و مبلغ وہم ظاہر ہو حاشا اس فتوے میں جواز و عدم جواز کی اصلاً بحث نہیں نہ سائل نے اس سے پوچھا نہ مجیب نے ناجائز لکھا بلکہ **سوال** یوں ہے ما قولھم رحمھم اللہ تعالٰی اس مسئلہ میں کہ جناب رسول مقبول علیہ الصلٰوۃ والسلام

اور اصحاب وتابعین وتبع تابعین وائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین بعد نماز عیدین کے دعا مانگتے تھے یا بعد پڑھنے خطبۂ عیدین کے کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر اور ہاتھ اُٹھا کے یا بدون ہاتھ اُٹھائے بینوا وافتوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ بحسن المآب اور جواب یہ ہو المصوب روایات حدیث سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نماز عید سے فراغت کرکے خطبہ پڑھتے تھے اور بعد اس کے معاودت فرماتے دعا مانگنا بعد نماز یا خطبہ کے آپ سے ثابت نہیں اسی طرح صحابہ کرام وتابعین عظام سے ثبوت اس امر کا نظر سے نہیں گذرا۔ واللہ اعلم۔

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی

محمد عبد الحی
ابوالحسنات

**اقول وباللہ التوفیق** وبہ العروج علی اوج التحقیق قطع نظر اس سے کہ یہ فتوے محل احتجاج میں کہاں تک پیش ہوسکتا ہے حضرات مانعین کو ہرگز مفید نہ ہمیں مضر جواز وعدم کا تو اس میں ذکر ہی نہیں سائل ومجیب دونوں کا کلام ورود وعدم ورود میں ہے پھر مجیب نے صحابہ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ثابت نہ ہونے پر جزم بھی نہ کیا صرف اپنی نظر سے نہ گزرنا لکھا اور ہر عاقل جانتا ہے کہ نہیں اور نہ دیکھا میں زمین وآسمان کا فرق ہے یہ اُن کے جو اکابر ماہران فن حدیث ہیں بارہا فرماتے ہیں ہم نے نہ دیکھی اور دوسرے محدثین اُس کا پتہ دیتے ہیں فقیر نے اس کی متعدد مثالیں اپنے رسالہ **صفائح اللجین فی کون التصافح بکفی الیدین** میں ذکر کیں پھر یہ نہ دیکھنا بھی مجیب خاص اپنا بیان کررہے ہیں نہ کہ ائمہ شان نے اس طرح کی تصریح فرمائی کہ ایسا ہوتا تو نظر سے نہ گزرا کے عوض اس امام کا ارشاد نقل کرتے خصوصاً جبکہ سائل درخواست کرچکا تھا کہ بینوا وافتوا بسند الکتاب تو آج کل کے ہندی علما کا نہ دیکھنا نہ ہونے کی دلیل کیونکر ہوسکتا ہے آخر نہ دیکھا کہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے حدیث صحیح سے اُس کا نص صریح ائمہ تابعین قدست اسرارہم سے واضح کردیا والحمد للہ رب العلمین پھر خصوص جزئیہ سے قطع نظر کیجئے جس کا التزام عقلاً ونقلاً کسی طرح ضرور نہیں جب تو فقیر نے خود حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے جس جس طرح اس کا ثبوت روشن کیا منصف غیر متعسف اس کی قدر جانے گا والحمد للہ والمنۃ پھر سوال میں تبع تابعین وائمہ اربعہ سے بھی استفسار تھا مجیب نے اُن کی نسبت اُس قدر بھی نہ لکھا کہ نظر سے نہ گزرا اب خواہ اُن سے ثبوت نہ دیکھا یا پوری بات کا جواب نہ ہوا بہرحال محل نظر واستناد مستند صرف اس قدر کہ مجیب حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے نفی ثبوت کرتے ہیں اور تقریب یہ کہ حدیثوں میں صرف بعد نماز خطبہ اور بعد خطبہ معاودت کا ذکر ہے وبس۔ اس کلام کے لیے دو محمل ہیں ایک یہ کہ حدیثوں میں یہی وارد ہے کہ نماز کے متصل خطبہ اور خطبہ کے متصل معاودت فرماتے تو دعا کا وقت کونسا رہا اس تقدیر پر ثبوت عدم کا ادعا ہوگا دوسرے یہ کہ حدیثوں میں صرف نماز وخطبہ ومعاودت کا ذکر ہے دعا مذکور نہیں یہ عدم ثبوت کا

دعوٰی ہوگا اور کلام مجیب سے یہی ظاہر ہے کہ ثابت نہیں کہتے ہیں نہ کہ نہ کرنا ہی ثابت ہے اور لفظ اسی قدر معلوم ہوتا ہے بھی اسی طرف ناظر کہ اگر اس سے اثبات عدم مقصود ہوتا تو طرز ادا یہ تھی کہ حدیثوں سے صاف ثابت کہ نماز و خطبہ و معاودت میں فصل نہ تھا پس دعا نہ مانگنا ثابت ہوا بایں ہمہ شاید حضرات مانعین اپنے نفع کے گمان سے کلام مجیب کو خواہ مخواہ محمل اول پر حمل کریں لہٰذا فقیر غفرلہ المولی القدیر دونوں محمل پر کلام کرتا ہے وباللہ التوفیق (**محمل اول**) پر یہ کلام خود ہی بوجوہ کثیرہ باطل (**اولا**) یہ تو اصلاً کسی حدیث میں نہیں کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سلام پھیرتے ہی بفور حقیقی معاً خطبہ فرماتے تھے اور خطبہ ختم فرماتے ہی بے فصل آنے فوراً واپس تشریف لاتے غایت یہ کہ کسی حدیث میں فائے تعقیب آنے سے استدلال کیا جائے مگر وہ ہرگز اتصال حقیقی پر دال نہیں کہ دو حرف دُعا سے فصل کی مانع ہو فواتح شرح مسلم میں فرمایا الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب من غیر مھلۃ وتراخ یعد فی العرف مھلۃ وصح تراخیا آیا ہذا یہ تدقیقات ضیقۂ فلسفیہ نہیں محاورات صافیۂ عرفیہ ہیں اگر زید وعدہ کرلے نماز پڑھ کر فوراً آتا ہوں تو نماز کے بعد معمولی دو حرفی دعا ہرگز عرفاً و شرعاً مبطل فور و موجب خلاف وعدہ نہ ہوگی مسئلہ سجود تلاوت صلاتیہ میں سنا ہی ہوگا کہ دو آیتیں بالاتفاق اور تین علی الاختلاف قاطع فور نہیں (**ثانیا**) دعا تابع ہے اور توابع فاصل نہیں ہوتے واجبات میں ضم سورت سنا ہوگا مگر آمین فاصل نہیں کہ تابع فاتحہ ہے حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تسبیح حضرت بتول زہرا صلوات اللہ وسلامہ علی ابیہا الکریم وعلیہا کی نسبت فرمایا معقبات لایخیب قائلھن کچھ کلمات نماز کے بعد بلا فاصلہ کہنے کے ہیں جن کا کہنے والا نامراد نہیں رہتا رواہ احمد ومسلم والترمذی والنسائی عن کعب بن عجرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ بایں ہمہ علما فرماتے ہیں اگر سنن بعدیہ کے بعد پڑھے تعقیب میں فرق نہ آئے گا کہ سنن توابع فرائض سے ہیں درمختار میں ہے یکرہ تاخیر السنۃ الا بقدر اللھم انت السلام الخ ردالمحتار میں ہے لما رواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یقعد الا بمقدار ما یقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام واما ما ورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاۃ فلا دلالۃ فیہ علی الاتیان بہا قبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بہا بعدہا لان السنۃ من لواحق الفریضۃ وتوابعہا ومکملاتہا فلم تکن اجنبیۃ عنہا فما یفعل بعدہا یطلق علیہ انہ عقیب الفریضۃ (**ثالثا**) مانا کہ مفاد فا اتصال حقیقی ہے تاہم خوب متنبہ رہنا چاہیے کہ حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نَو برس عید کی نمازیں پڑھی ہیں تو احادیث متعددہ وقائع متعددہ پر محمول ہونا ممکن پس اگر ایک حدیث صلاۃ خطبہ اور دوسری خطبہ و انصراف میں وقوع اتصال پر دلالت کرے اصلاً بکار آمد نہیں کہ ایک بار بعد خطبہ دوبارہ بعد نماز دعا کا عدم ثابت نہ ہوگا تو مقصود سے منزلوں دور ہے کما لایخفی (**رابعا**) مسلم کہ ایک ہی حدیث میں دونوں اتصال مصرح ہوں تاہم بلفظ دوام تو اصلاً کوئی حدیث نہ آئی ومن ادعی فعلیہ البیان اور ایک آدھ جگہ صلی فخطب فعاد ہو بھی تو واقعہ حال ہے اور وقائع حال کے لیے عموم نہیں کما نصوا علیہ اور ہم قائل وجوب ولزوم نہیں کہ ترک مرۃً ہمارے منافی ہو اور اگر لفظ کان یصلی فیخطب فیعود بھی فرض کرلیں تو ہنوز اس کا تکرار پر دلیل ہونا محل نزاع نہ کہ دوام خود مجیب اپنے رسالۂ غایۃ المقال میں کلام حافظ ابوزرعہ عراقی ان فی الصحیحین وغیرھما

عن سعید بن یزید قال سألت انس بن مالک کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ فقال نعم وظاہرہ ان ھذا کان شانہ وعادتہ المستمرۃ حاشا الخ نقل کرکے لکھتے ہیں ما ذکرہ من دلالۃ حدیث انس علی کون العادۃ النبویۃ مستمرۃ بالصلٰوۃ فی النعال منظور فیہ لعدم وجود مایدل علیہ فیہ ولعلہ استخرجہ من لفظ کان وھو استخراج ضعیف لمانص علیہ الامام النووی فی کتاب صلٰوۃ اللیل من شرح صحیح مسلم من ان لفظ کان لایدل علی الاستمرار والدوام فی عرفھم اصلا اس مسئلہ کی تمام تحقیق فقیر کے رسالہ التاج المکلل فی انارۃ مدلول کان یفعل میں ہے (خامسا) یہ سب تو بالائی کلام تھا احادیث پر نظر کیجیے تو وہ اور ہی کچھ اظہار فرماتی ہیں صحاح ستہ وغیرہا خصوصا صحیحین میں روایات کثیرہ بلفظ ثم وارد ثم فاصلہ و مہلت چاہتا ہے تو ادعا کہ احادیث میں اتصال ہی آیا محض غلط بلکہ حرف انفصال اگر دو ایک حدیث میں ہے تو کلمہ انفصال آٹھ دس میں اب روایات سنیے۔ **حدیث ۱** صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے واللفظ لمسلم قال شھدت صلٰوۃ الفطر مع نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابی بکر وعمر وعثمٰن رضی اللہ تعالٰی عنھم فکلھم یصلیھا قبل الخطبۃ **ثم** یخطب **حدیث ۲** صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یصلی فی الاضحی والفطر **ثم** یخطب بعد الصلٰوۃ **حدیث ۳** اسی کے باب **استقبال الامام الناس فی خطبۃ العید** میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ہے خرج النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم اضحی فصلی العید رکعتین **ثم** اقبل علینا بوجھہ وقال الحدیث **حدیث ۴** اسی میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صلی یوم النحر **ثم** خطب الحدیث **حدیث ۵** اُسی میں حضرت جندب بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے صلی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم النحر **ثم** خطب ثم ذبح **حدیث ۶** جامع ترمذی میں بافادۂ تحسین وتصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ہے کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وابوبکر وعمر یصلون فی العیدین قبل الخطبۃ **ثم** یخطبون **حدیث ۷** سنن نسائی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یخرج یوم العید فیصلی رکعتین **ثم** یخطب یہ سات حدیثیں ظاہر کرتی ہیں کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صدیق وفاروق وعثمٰن غنی رضی اللہ تعالٰی عنہم نماز عیدین کا سلام پھیر کر کچھ دیر کے بعد خطبہ شروع فرماتے **حدیث ۸** صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے واللفظ للبخاری کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلی فاول شیئ یبدؤ بہ الصلٰوۃ **ثم** ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس جلوس علی صفوفھم فیعظھم ویوصیھم فان کان یرید ان یقطع بعثا قطعہ اویامر بشیئ امر بہ **ثم** ینصرف یہ حدیث خطبہ ونماز میں فصل بتاتی ہے **حدیث ۹** بخاری ومسلم ودارمی وابوداود ونسائی وابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی قال خرجت مع النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم فطر او اضحی فصلی **ثم** خطب **ثم** اتی النساء فوعظھن

وذکرھن وامرھن بالصدقۃ یہ حدیث دونوں جگہ فصل اظہار کرتی ہے۔ سبحٰن اللہ پھر کیونکر ادعا کرسکتے ہیں کہ نماز و خطبہ و خطبہ و معاودت میں ایسا اتصال رہا جو عدم دعا پر دلیل ہوا اگر کہیے ثمّ کبھی مجازاً بحالت عدم مہلت بھی آتا ہے قال الشاعر ؎

کھزالردینی تحت العجاج جری فی الانابیب ثم اضطرب

**اقول** تم مستدل ہو اور مستدل کو احتمال کافی نہیں خصوصاً خلاف اصل کمالا یخفی علی ذی عقل متھذا ف بارہا مجرد ترتیب بے معنے اتصال وتعقیب کے لیے آتی ہے امام جلال الدین سیوطی اتقان میں زیر بیان ف فرماتے ہیں قد تجیئ لمجرد الترتیب نحو فراغَ اِلٰی اَھْلِہٖ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِیْنٍ ○ فَقَرَّبَہٗ اِلَیْھِمْ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُہٗ فِیْ صَرَّۃٍ فَصَکَّتْ وَجْھَھَا۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ○ فَالتّٰلِیٰتِ بلکہ مسلم الثبوت میں ہے الفاء للترتیب علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر تو ایک ف کا مجرد ترتیب یا ترتیب فی الذکر مجاز پر حمل اولٰی ہے یا دس ثمّ کا مجاز پر (**سادساً**) یہ عدم فصل بطور سلب عموم لیتے ہو تو ہمیں کیا مضر اور تمھیں کیا مفید کہ ہمیں ایجاب کلی کی ضرورت نہیں جو سلب جزئی ہمارے خلاف ہو اور بطور عموم سلب تو دونوں جگہ اس کا بطلان ثابت وواضح۔ صحیح حدیثیں تصیص کررہی ہیں کہ بالیقین دونوں جگہ فصل واقع ہوا نماز و خطبہ میں وہ حدیث[1] (۱۰) کہ ابوداؤد ونسائی وابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی واللفظ لابن ماجۃ قال حضرت العید مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصلی بنا العید ثم قال قد قضینا الصلٰوۃ فمن احب ان یجلس للخطبۃ فلیجلس ومن احب ان یذھب فلیذھب میں عید میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا حضور نے نماز عید پڑھائی پھر فرمایا ہم نماز تو پڑھ چکے اب جو سننے کے لیے بیٹھنا چاہے بیٹھے اور جو جانا چاہے چلا جائے اگر ثمّ کا خیال نہ بھی کیجیے تو یہ کلام نماز و خطبہ کے درمیان فاصل تھا تو ہمیشہ اتصال حقیقی ہونا باطل ہوا اور خطبہ و معاودت میں تو فصل کثیر اسی حدیث ثم سے ثابت جو عنقریب گزری جس کی ایک روایت بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی کے یہاں یوں ہے صلی (یعنی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ثم خطب ثم اتی النساء ومعہ بلال فوعظھن وذکرھن وامرھن بالصدقۃ فرأیتھن یھوین بایدیھن یقذفنہ فی ثوب بلال ثم انطلق ھو وبلال الی بیتہ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز عید پڑھی پھر بعدہٗ خطبہ فرمایا پھر بعد ازاں صفوف زنان پر تشریف لاکر انھیں وعظ وارشاد کیا اور صدقہ کا حکم دیا تو میں نے دیکھا کہ بی بیاں اپنے ہاتھوں سے گہنا اُتار اُتار کر بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور بلال رضی اللہ تعالٰی عنہ کاشانۂ نبوت کو تشریف فرما ہوئے دیکھو خطبہ کے کتنی دیر بعد معاودت ہوئی یہ وعظ وارشاد کہ بی بیوں کو فرمایا گیا جزء خطبہ نہیں بلکہ اُس سے جدا ہے صحیحین میں روایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما صاف فرماتی ہے کہ ثم خطب الناس بعد فلما فرغ نبی اللہ صلی اللہ

---

[1] **اقول** یہ حدیث صحیح ہے رواہ ابوداود عن محمد بن الصباح البزار صدوق والنسائی عن محمد بن یحیی بن ایوب ثقۃ وابن ماجۃ عن ھدیۃ بن عبدالوھاب صدوق وعمر بن رافع البجلی ثقۃ ثبت کلھم قالوا ثنا الفضل بن موسی ثقۃ ثبت ثنا ابن جریج عن عطاء وھما ما ھما عن عبداللہ بن السائب رضی اللہ تعالٰی عنہما لہ ولابیہ صحبتہ فتصویب د س وابن معین ارسالہ غیر متاثر عندنا بعد ثقۃ الرجال فالحدیث صحیح علی اصولنا ۱۲ منہ

تعالٰی علیہ وسلم نزل فاتی النساء فذکرھن الحدیث یعنی پھر بعد نماز حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا جب نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوئے اُتر کر بی بیوں کے پاس تشریف لائے اور اُنھیں تذکیر فرمائی۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ناقل ھذہ الروایۃ مصرحۃ بان ذلک کان بعد الخطبۃ امام نووی منہاج میں فرماتے ہیں: انما نزل الیھن بعد فراغ خطبۃ العید پس بحمد اللہ تعالٰی ماہ نیم ماہ و مہر نیمروز کی طرح روشن ہوا کہ اس تقریر سے عدم دعا کا ثبوت چاہنا محض ہوس خام اور اس محل پر یہ کلام خود باطل و بے نظام والحمد للہ ولی الانعام۔ اب (محمل دوم) کی طرف چلیے جس کا یہ حاصل کہ حدیثوں میں صرف نماز و خطبہ کا ذکر ہے ان کے بعد نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دعا مانگنا مذکور نہ ہوا **اقول** یہ حضرت مانعین کے لیے نام کو بھی مفید نہیں سائل نے اس فعل خاص بخصوصیت خاصہ کا پیدعالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے صدور پوچھا تھا کہ کس طور پر ہوا۔ اس کا جواب یہی تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس فعل خاص کی نقل جزئی نظر سے نہ گزری مگر اسے عدم جواز کا فتوٰی جان لینا محض جہالت بے مزہ (اولا) عید اول میں گزرا کہ حدیث ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا اپنے عموم میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس دعا کا ثبوت فعلی بتا رہی ہے (ثانیا) ثبوت فعلی نہ ہو تو قولی کیا کم ہے بلکہ من وجہ قول فعل سے اعلٰی واتم ہے۔ اب عید اول کی تقریریں پھر یاد کیجئے اور حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما تو بعد نماز عید خود رب مجید جل وعلا کا اپنے بندوں سے تقاضائے دعا فرمانا بتا رہی ہے اس کے بعد اور کسی ثبوت کی حاجت کیا ہے اگر کہیے وہ حدیث ضعیف ہے **اقول** فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالاجماع مقبول اور اثبات استحباب میں کافی ووافی ہے کما نص علیہ العلماء الفحول خود مجیب کے آخر جلد دوم کے فتاوے میں ہے۔ حدیث ضعیف برائے استحباب کافی ست چنانچہ ابن ہمام در فتح القدیر در کتاب الجنائز می نویسند والاستحباب یثبت بالضعیف غیر الموضوع ا۔ انتہے (ثالثا) جب شرع مطہر سے حکم مطلق معلوم کہ جواز و استحباب ہے تو ہر فرد کے لیے جداگانہ ثبوت قولی یا فعلی کی اصلا حاجت نہیں کہ باجماع واطباق عقل ونقل حکم مطلق اپنی تمام خصوصیات میں جاری وساری اطلاق حکم کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس ماہیت کلیہ یا فرد منتشر کا جہاں وجود ہو حکم کا ورود ہو اور فردیت بے خصوصیت محال اور وجود عینی وتعین متساوق تو جس قدر خصوصیات وتعینات معقول ہوں سب بالیقین اسی حکم مطلق میں داخل جب تک کسی خاص کا استثنا شرع مطہر سے ثابت نہ ہو اس قاعدہ جلیلہ کی تحقیق مبین حضرت خاتم المحققین امام المدققین حجۃ اللہ فی الارضین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں افادہ فرمائی من شاء فلیتشرف بمطالعتہ یہاں اسی قدر کافی کہ خود حضرت وہابیہ کے امام ثانی ومعلم اول میاں اسمٰعیل دہلوی رسالہ بدعت میں لکھتے ہیں در باب مناظرہ در تحقیق حکم صورت خاصہ کسے کہ دعوے جریان حکم مطلق در صورت خاصہ مجوث عنہا می نماید ہمانست متمسک باصل کہ در اثبات دعوے خود حاجت بدلیلے ندارد و دلیل او ہماں حکم مطلق ست وبس (رابعا) ہم صدر جواب میں حضرت ائمہ تابعین سے اس دعا کا ثبوت روایت کر آئے پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ثبوت نہ ہونے کو مانعین کس منہ سے منع ٹھہرا سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک تشریع احکام تابعین تک باقی رہتی اور ان کے بعد منقطع ہوتی ہے پھر قرن اول سے عدم ثبوت کیا مضر ومنافی ہے (خامسا) ہر عاقل جانتا ہے کہ ادعائے عدم ثبوت میں قابل جزم وتصدیق صرف عدم وجدان قائل ہے اور عدم وجدان عدم وجود کو مستلزم نہیں خصوصاً ابنائے زماں میں۔ اور امر واضح ہے اور سبر فاضح۔ اور گزرا اشارہ اور

آئے گا دوبارہ ہم نے اس کا کچھ بیان اپنے رسالہ صفائح اللجین وغیرہا میں لکھا یہاں اتنا ہی بس ہے کہ خود مجیب اپنی کتاب السعی المشکور فی رد المذہب الماثور میں لکھتے ہیں نفی رویت سے نفی وجود لازم نہیں نظائر اس کے بکثرت ہیں کم نہیں منجملہ اُن کے حدیث عائشہ ہے جو صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یسبح سبحۃ الضحٰی وانی لاسبحہا انتہی حالانکہ اُس سے نفی وجود لازم نہیں ہے باحادیث متکاثرہ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا صلاۃ الضحٰی ادا کرنا ثابت ہے اسی وجہ سے جلال الدین سیوطی رسالہ صلاۃ الضحٰی میں لکھتے ہیں الخ۔ جب ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے نزدیک عدم ثبوت علم ثبوت واقعی کو مستلزم نہ ہوا تو زید وعمرو دمن وتو کس شمار وقطار میں ہیں (سادسا) عدم ثبوت مان بھی لیں تو اس کا صرف یہ حاصل کہ منقول نہ ہوا پھر عقلاء کے نزدیک عدم نقل نقل عدم نہیں یعنی اگر کوئی فعل بخصوصہ حضور پر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے منقول نہ ہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے کیا کبھی نہ ہو امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں عدم النقل لاینفی الوجود خود مجیب اپنی سعی مشکور میں تنزیہ الشریعۃ امام ابن عراق سے نقل کرتے ہیں عدم الثبوت لایلزم منہ اثبات العدم (سابعا) خادم حدیث جانتا ہے کہ بارہا رواۃ حدیث امور مشہورہ معروفہ کو چھوڑ جاتے ہیں اور ان کا وہ ترک دلیل عدم نہیں ہوتا ممکن کہ یہاں بھی بربنائے اشتہار حاجت ذکر نجانی ہو اس اشتہار کا پتا اس حدیث صحیح سے چلے گا جو ہم نے صدر کلام میں روایت کی کہ جب تابعین عظام میں بعد نماز عیدین دعا کا رواج تھا تو ظاہرا اُنھوں نے یہ طریقہ انیقہ صحابہ کرام اور صحابہ کرام نے حضور سید الانام علیہ علیہم الصلاۃ والسلام سے اخذ کیا حضرات مانعین اگر دیانت پر آئیں تو سچ سچ بتادیں گے کہ عیدین کے قعدہ اخیرہ میں خود بھی دعا ودرود پڑھتے اور اُسے جائز ومستحب جانتے ہیں اس کی خاص نقل حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے دکھا دیں یا اپنے بدعتی ہونے کا اقرار کریں۔ اور اگر فرائض پر قیاس یا اطلاقات سے تمسک کرتے ہیں تو یہاں کیوں یہ طرق نامقبول ٹھہرتے ہیں۔ واللہ الموفق (ثامنا) نقل عدم بھی سہی پر وہ نقل منع نہیں اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے کہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا جو رسول دے وہ لو اور جس سے منع فرمائے باز رہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ ما فعل الرسول فخذوہ ومالم یفعل فانتھوا رسول جو کرے کرو اور جو نہ کرے اُس سے بچو کہ شرعًا یہ دونوں قاعدے منقوض ہیں۔ امام الوہابیہ کے عم نسب وپدر علم وجد طریقت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں نکردن چیزے دیگرست ومنع فرمودن چیزے دیگر (تاسعا) اگر مجرد عدم نقل یا عدم فعل مستلزم ممانعت ہو تو کیا جواب ہوگا شاہ ولی اللہ اور اُن کے والد شاہ عبدالرحیم صاحب اور صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب اور امام الطائفہ میاں اسمٰعیل اور اُن کے پیر سید احمد اور شیخ السلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب اور عمائد سلسلہ مرزا مظہر صاحب وقاضی ثناء اللہ صاحب وغیرہم سے جنھوں نے اذکار واشغال واوراد وغیرہا کے صدہا طریقے احداث وایجاد کیے اور اُن کے محدث ومخترع ہونے کے خود اقرار لکھے پھر انھیں سبب قرب الٰہی ورضائے ربانی جانا کیے اور خود عمل میں لاتے اوروں کو اُن کی ہدایت وتلقین کرتے رہے شاہ ولی اللہ قول الجمیل میں لکھتے ہیں لم یثبت تعین الآداب ولا تلک الاشغال مرزا جان جاناں صاحب مکتوب ۱۱ میں فرماتے ہیں ذکر جہر یا کیفیات مخصوصہ ونیز مراقبات بہ اطوار معمولہ کہ در قرون متاخرہ

رواج یافتہ از کتاب وسنت ماخوذ نیست بلکہ حضرات مشائخ بطریق الہام واعلام از مبدء فیاض اخذ نمودہ اند شرع از اں ساکت است وداخل دائرہ اباحت وفائدہ دراں متحقق وانکار آں ضرور نے فقیر غفراللہ تعالٰی لہ نے اس کی قدرے تفصیل اپنے رسالہ انہار الانوار من یم صلاۃ الاسرار ۱۳۰۵ھ میں ذکر کی وباللہ التوفیق (عاشرا) ان سب صاحبوں سے درگزریے خود وہ عالم جن کا فتوٰی اس مسئلہ میں تمہارا مبلغ استناد ومنتہائے استمداد ہے یعنی مولوی لکھنوی مرحوم انھیں کے فتاوے کی تصریحات جلیہ تصحیحات قویہ دیکھیے کہ انکے اصول وفروع کس درجہ تمہارے فروع واصول کے قالع وقامع ہیں پھران مسائل میں اُن کا دامن تھامنا چراغ خرد کا صرصر جہل سے سامنا عقل وہوش سے لڑائی ٹھاننا نافع ومضر میں فرق نہ جاننا نہیں تو کیا ہے میں یہاں اُن کی صرف وہ عبارتیں نقل کروں گا جو حضرات وہابیہ کے اسی مغالطہ عامۃ الورود یعنی حدوث خصوص اور قرون ثلثہ سے عدم ورود کو دلیل منع جاننے کی قاطع وفاضح ہیں اور وہ بھی صرف اسی مجموعہ فتاوے نہ اُن کے دیگر رسائل سے تاکہ سب پر ظاہر ہو کہ باکہ باختہ عشق درشب دیجور پھر ان میں بھی قصد استیعاب نہیں بلکہ صرف چند عبارتیں پیش کروں گا بعض مفید ضوابط واصول اور بعض میں فروع قاطعہ اصول فضول واللہ المستعان علی کل جہول (الاصول) عبارت ۱ مجموعہ فتاوی جلد اول کے صفحہ ۵۶ پر علامہ سید شریف کے حواشی مشکوۃ سے استناداً نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حدیث من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد کی شرح میں ارشاد فرمایا المعنی ان من احدث فی الاسلام رأیا لم یکن لہ من الکتاب والسنۃ سند ظاہرا وخفی ملفوظ او مستنبط فھو مردود علیہ انتہی یعنی حدیث کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص دین میں ایسی رائے پیدا کرے جس کے لیے قرآن وحدیث میں ظاہر یا پوشیدہ صراحۃً یا استنباطاً کسی طرح کی سند نہ ہو وہ مردود ہے۔ تو صاف ثابت ہوا کہ قرون ثلثہ سے ورود خصوصیت نہار ضرور نہیں بلکہ عموم واطلاق اباحت میں دخول بسند کافی ہے کما ھو مذہب اہل الحق عبارت ۲ اُسی کے صفحہ ۵۷ پر امام ابن حجر مکی کی فتح مبین شرح اربعین سے ناقل المراد من قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ ما ینافیہ اولا یشھد لہ قواعد الشرع والادلۃ العامۃ انتہی یعنی حدیث کی مراد یہ ہے کہ وہی نو پیدا چیز بدعت سیئہ ہے جو دین وسنت کا رد کرے یا شریعت کے قواعد اطلاق ودلائل عموم تک اُس کی گواہی نہ دیں عبارت ۳ اُسی صفحہ میں خود لکھتے ہیں گمان نبری کہ استحسان شرعی صفت آں مامور بہ است کہ صراحۃً در دلیلے از دلائل اربعہ امر باد وارد شدہ باشد بلکہ استحسان صفت ہر مامور بہ است خواہ صراحۃً امر باد وارد شدہ باشد یا از قواعد کلیہ شرعیہ سندش یافتہ شدہ باشد عبارت ۴ صفحہ ۵۸ پر لکھا ہر محدثیکہ وجودش بخصوصہ در زمانے از ازمنہ ثلثہ نباشد لیکن سندش در دلیلے از دلائل اربعہ یافتہ شود ہم مستحسن خواہد شد مثل بنائے مدارس الخ عبارت ۵ صفحہ ۵۳۱ کتب فقہ میں نظائر اس کے بہت موجود ہیں کہ ازمنہ سابقہ میں اُن کا وجود نہ تھا مگر بسبب اغراض صالحہ کے حکم اُس کے جواز کا دیا گیا (الفروع) عبارت ۶ صفحہ ۶۲ اگر تسلیم کنم کہ ذکر مولد در ازمنہ ثلثہ نبود ونہ از مجتہدین حکم او منقول شد لیکن چوں در شرع ایں قاعدہ ممہد شدہ است کل فرد من افراد نشر العلم فھو مندوب وذکر مولد نیز زیر آنست لابد حکم مندوبیت او دادہ خواہد شد عبارت ۷ صفحہ ۲۹۸ بعد

دو رکعت سنت ظہر و مغرب و عشا کے دو رکعت نفل پڑھنا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اب تک نظر سے نہیں گزرا لیکن جو شخص بقصد ثواب بدون اعتقاد سنیت پڑھے گا وہ ثواب پائے گا کیونکہ حدیث میں وارد ہے الصلاۃ خیر موضوع فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر **اقول** سائل سے پوچھا تھا اصل اس کی سنت و اجماع و قیاس سے ثابت ہے یا نہیں اور ان میں بعض کے لیے ثبوت خاص احادیث سے نظر فقیر میں حاضر مگر کلام رد خیالات وہابیت میں ہے و ہو حاصل عبارت ۸ صفحہ ۴۹ الوداع یا الفراق کا خطبہ آخر رمضان میں پڑھنا اور کلمات حسرت و رخصت کے ادا کرنا فی نفسہ امر مباح ہے بلکہ اگر یہ کلمات باعث ندامت و توبہ سامعان ہوئے تو امید ثواب ہے مگر اس طریقہ کا ثبوت قرون ثلثہ میں نہیں الخ۔ عبارت ۹ مجموعہ فتاوی جلد دوم صفحہ ۱۷۰ کسیکہ می گوید کہ وجودیہ و شہودیہ از اہل بدعت اند قولش قابل اعتبار نیست و منشاء قولش جہل و ناواقفیت است از احوال اولیاء و از معنے توحید وجودی و شہودی و شاعری کہ ذم ہر دو فرقہ ساختہ قابل ملامت است واللہ اعلم ذرا تقویۃ الایمان کی بالاخوانیاں یاد کیجیے۔ عبارت ۱۰ صفحہ ۲۱۴ فی الواقع شغل برزخ اس طور پر کہ حضرات صوفیہ صافیہ نے لکھا ہے نہ شرک ہے نہ ضلالت ہاں افراط و تفریط اس میں منجر ضلالت کی طرف ہے۔ تصریح اس کی مکتوب مجدد الف ثانی میں جابجا موجود ہے واللہ اعلم۔ سبحن اللہ وہ عالم کہ تمھارے مذہب نامہذب پر معاذ اللہ صراحۃً مشرک و مجوز شرک ہو چکا اس پر اعتماد اور اس کے فتوے سے استناد کس دین و دیانت میں روا۔ عبارت ۱۱ اسی کی جلد سوم صفحہ ۵۸ میں ہے سوال وقت ختم قرآن در تراویح سہ بار سورۂ اخلاص بخوانند مستحسن است یا نہ جواب مستحسن است عبارت ۱۲ صفحہ ۱۲۵ اما جمع میان تکلم بالفاظ سلام و دست برداشتن و بر سر یا سینہ نہادن پس ظاہرا لاباس بہ است عبارت ۱۳ صفحہ ۱۲۷ سوال بسم اللہ نوشتن بر پیشانی میت از انگشت درست یا نہ جواب درست است عبارت ۱۴ صفحہ ۱۳۳ سوال قیام وقت ذکر ولادت باسعادت کے جواب میں قیام بالقصد کا قرون ثلثہ سے منقول نہ ہونا اور بعض احوال میں صحابہ کرام کا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے قیام نہ کرنا نقل و تحریر کرکے لکھتے ہیں لیکن علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفا قیام می فرمایند امام برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ در رسالہ مولد می نویسند وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمۃ ذو روایۃ و رویۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ مرامہ ومرماہ انتہی یعنی ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرنے کو ان اماموں نے مستحسن فرمایا ہے جو صاحب روایت و درایت تھے تو خوشی و شادمانی ہو اسے جس کی نہایت مراد و مقصد حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور خود مجیب لکھنوی حرمین طیبین کی مجالس متبرکہ میں اپنا حاضر و شریک ہونا بیان کرتے اور انھیں مجالس متبرکہ لکھتے ہیں حالانکہ بشہادت مجیب و مشاہدہ تواتر ان مجالس ملائک مآنس کا قیام پر مشتمل ہونا یقینی۔ مجیب موصوف اسی جلد فتاوے صفحہ ۵۲ میں لکھتے ہیں در مجالس مولد شریف کہ از سورہ والضحی تا آخر می خوانند البتہ بعد ختم ہر سورہ تکبیر می گویند راقم شریک مجالس متبرکہ بودہ ایں امر را مشاہدہ کردہ ام ہم در مکہ معظمہ و ہم در مدینہ منورہ و ہم در جدہ۔ عبارت ۱۵ طرفہ یہ کہ صفحہ ۱۳۰ پر لکھتے ہیں سوال پارچہ جھنڈہ سالار مسعود غازی و در مصرف خود آرد یا تصدق نماید جواب ظاہرا در استعمال

پارچۂ مذکور اصرف خود وجہی کہ موجب بزہ کاری باشد نیست وادلے آنست کہ بمساکین وفقرا دہد۔ ذرا حضرات مخالفین اس اولے آنست کی وجہ بتائیں اور اسے اپنے اصول پر منطبق فرمائیں ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اس قسم کے کلام رسائل ومسائل مجیب میں بکثرت ملیں گے وفیما ذکرنا کفایۃ واللہ سبحنہ ولی الھدایہ **بحمد اللہ** جواب اپنے منتہٰی کو پہنچا اور تحقیق حق تا دنما علیا اب نہ رہا مگر سعی مانعین کا وہ پہلا رونا یعنی عوام کا بعد نماز فرائض بھی دعا سے دستکش ہونا یہاں اگر میں نقل احادیث پر آتروں تو ایک مستقل رسالہ املا کروں مگر بحکم ضرورت صرف مولوی عبدالحی صاحب کا ایک فتوے ملخصا نقل کرتا ہوں جس پر غیر مقلدین زمانہ کے امام اعظم نذیر حسین دہلوی کی بھی مہر ہے مجموعہ فتاوے جلد دوم صفحہ ۷۷،۴ چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ رفع یدین در دعا بعد نماز چنانکہ معمول ائمہ ایں دیار ست ہر چند فقہا مستحسن می نویسند واحادیث در مطلق رفع یدین در دعا نیز وارد در یں خصوص ہم حدیثے وارد ست یا نہ بینوا توجروا ھوالمصوب دریں خصوص نیز حدیثے وارد ست حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن اسحٰق بن السنی در عمل الیوم واللیلہ می نویسند حدثنی احمد بن الحسن حدثنا ابو اسحٰق یعقوب بن خالد بن یزید البالسی حدثنا عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن القرشی عن خصیف عن انس عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ قال مامن عبد یبسط کفیہ فی دبر کل صلٰوۃ ثم یقول اللھم الٰھی والٰہ ابراھیم واسحٰق ویعقوب والٰہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسألک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عن الفقر فانی متمسکن الا کان حقا علی اللہ عزوجل ان لایرد یدیہ خائبتین واللہ اعلم۔

محمد عبدالحی
ابوالحسنات

**الجواب صحیح** ویؤیدہ مارواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیہ ودعا الحدیث فثبت بعد الصلٰوۃ المفروضۃ رفع الیدین فی الدعاء عن سید الانبیاء اسوۃ الاتقیاء صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کما لایخفی علی العلماء الاذکیاء

محمد
سید
نذیر حسین

لطیفہ فقیر غفرلہ المولی القدیر نے وہابیہ کے اس خیال ضلال کے رد وابطال کو کہ جو کچھ بخصوصہ قرون ثلثہ سے منقول نہیں ممنوع ہے مجیب کی پندرہ عبارتیں نقل کیں مگر لطف یہ ہے کہ خود وہی فتوے جس سے یہاں انھوں نے استناد کیا اس خیال کے ابطال کو بس ہے مجیب کی عادت ہے کہ شروع جواب میں ھوالمصوب لکھتے ہیں یہی لفظ اس فتوے کی ابتدا میں بھی لکھا کما سمعت نصہ اب حضرات مخالفین ثابت کر دکھائیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یا صحابہ کرام وتابعین عظام علیہم الرضوان اللہ جل وعلا کو مصوب کہا کرتے ہوں خصوصا بحالیکہ اسمائے الٰہیہ توقیفی ہیں واذ قد بلغنا الی ذکر التوقیف وقف القلم وکان ذٰلک للیلۃ

بقیت من اوسط عشرات شعبان المعظم سنۃ الف و ثلثمائۃ وسبع ۱۳۰۷ھ من ھجرۃ سید العالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم والحمد للہ علی ما الھم والصلاۃ والسلام علی السولی الاعظم واٰلہ وصحبہ سادات الامم واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

**مسئلہ** - بنارس محلہ کنڈی گڑ ٹولہ مسجد بی بی راجی شفاخانہ از مولوی عبدالغفور صاحب ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۱۲ھ

بخدمت لازم البرکۃ جامع معقول ومنقول حاوی فروع واصول جناب مولٰنا مولوی احمد رضا خاں صاحب مد اللہ فیضہا از جانب خادم الطلبہ عبدالغفور سلام علیک قبول باد کچھ مسائل میں یہاں درمیان علما کے اختلاف ہے لہذا مسئلہ ارسال خدمت لازم البرکۃ ہے امید کہ جواب سے مطلع فرمائیں (۱) زید کہتا ہے نماز عیدین صحرا میں پڑھنی سنت ہے لیکن شہر میں بھی جائز ہے جس شخص نے نماز مذکور شہر میں پڑھی نماز اس کی ضرور ادا ہوئی البتہ ترک سنت اس نے کیا اور ثواب سنت سے محروم رہا عمرو کچھ روز تک قائل تھا نماز عیدین شہر میں جائز نہیں مگر چند روز سے بذات خود یا بوجہ تعلیم کسی غیر کے کہتا ہے گو نماز مذکور شہر میں جائز ہے لیکن پڑھنے والے گنہگار ہوں گے (۲) زید کہتا ہے نماز عیدین مسجد پختہ چھت دار کے اندر جو صحرا میں واقع ہے پڑھنے سے ثواب صحرا میں پڑھنے کا نہ ملے گا عمرو کہتا ہے کہ مسجد پختہ چھت دار ہے مگر چونکہ صحرا میں واقع ہے لہذا ثواب صحرا میں پڑھنے کا ملے گا ان سب مسائل میں قول زید کا صحیح ہے یا عمرو کا۔ بینوا توجروا

## الجواب

(۱) قول زید صحیح ہے عامہ کتب مذہب متون وشروح وفتاوی میں تصریح ہے کہ نماز عیدین بیرون شہر مصلی یعنی عیدگاہ میں پڑھنی مندوب ہے مستحب ہے افضل ہے مسنون ہے فرض نہیں کہ شہر میں ادا ہی نہ ہو واجب نہیں کہ شہر میں پڑھنا مطلقاً گناہ ہو نقایہ وکنز ووافی وغرر واصلاح وملتقی وغیرہا متون میں بلفظ ندب وقایہ میں بکلمہ حبب ہدایہ میں بلفظ یستحب تعبیر فرمایا مرقاۃ شرح مشکوۃ میں علامہ ابن ملک سے ہے الافضل اداؤھا فی الصحراء فی سائر البلدان وفی مکۃ خلاف۔ متن تنویر وفتح القدیر ودرر وہندیہ ومضمرات وبنایہ وغنیہ وخانیہ وخلاصہ وخزانۃ المفتین وفتاوی ظہیریہ وغیرہا میں ہے الخروج الیھا سنۃ۔ بحر میں ہے التوجہ الی المصلی مندوب کما افادہ فی التجنیس وان کانت صلاۃ العید واجبۃ حتی لوصلی العید فی الجامع ولم یتوجہ الی المصلی فقد ترک السنۃ۔ شرح نقایہ قہستانی میں ہے الخروج الیہ یندب وان کان الجامع یسعھم فالخروج لیس بواجب۔ غنیہ میں جامع الفقہ ومنیۃ المفتی وذخیرہ سے ہے یجوز اقامتھا فی المصر وفنائہ فی موضعین فاکثر وبہ قال الشافعی واحمد۔ ہاں جو سنت مؤکدہ ہو اور کوئی شخص بلا ضرورت بے عذر براہ تہاون وبے پروائی اس کے ترک کی عادت کرلے اسے ایک قسم اثم لاحق ہوگی نہ ترک سنت بلکہ اس کی کم قدری وقلت مبالات کے باعث فی شرح المنیۃ للعلامۃ ابراھیم الحلبی لایترک رفع الیدین عند التکبیر لانہ سنۃ مؤکدۃ ولو اعتاد ترکہ یاثم لالنفس الترک بل لانہ استخفاف وعدم مبالاۃ بسنۃ واظب علیھا النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مدۃ عمرہ اما لوترکہ بعض الاحیان من غیر اعتیاد فلا یاثم وھذا مطرد فی جمیع السنن المؤکدۃ اھ واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم (۲) عمرو کا قول صحیح ہے اور زید کا دعوٰی بھی وجہ صحت رکھتا ہے اگر صحرا سے اس کی مراد فضائے خالی ہو **اقول** وباللہ التوفیق تحقیق یہ ہے کہ یہاں دو چیزیں ہیں ایک اصل سنت کہ نماز عیدین بیرون شہر